© rasailojaraid.com

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

مدارس عربیہ کے جدید فضلاء کی خدمت میں
وقت کا ایک بڑا جہاد

۸ستمبر ۱۹۹۶ء کے الوداعی جلسہ میں فضلاء کرام ندوۃ العلماء کو نصیحت و وصیت

ایک وصیت:

فرزندان عزیز: میں اس مجلس کے لئے اور یہاں سے فارغ ہوکر جانے والوں کے لئے اس سے بہتر پیغام اور اپنے مطالعہ و معلومات اور اپنے علمی ذوق وجستجو میں اس سے بڑھ کر کوئی وصیت نہیں پاتا جس میں حضورؐ نے سفر پر جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا: استودع الله دينك وامانتك وخواتيم عملك: (میں اللہ کے حوالے کرتا ہوں تمہارا دین، اور تمہاری امانت اور تمہارے خواتیم اعمال)

ان الفاظ میں امانت کا لفظ ایسا ہے کہ جس کے مفہوم کو ایک مفرد لفظ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا، ضمیر کی بیداری، احساس فرائض کی ادائیگی، اللہ تعالیٰ کا خوف، انسانوں سے محبت، احکام الٰہی کا احترام اور ان پر عمل، یہ سب مفاہیم اسی ایک لفظ میں شامل ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (الاحزاب: ۷۲۔۷۳)

ہم نے (بار) امانت آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا، اور اس سے ڈر گئے، اور انسان نے اس کو اٹھالیا بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا۔

دین امانت اور حسن خاتمہ

عزیزو! میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ان تینوں چیزوں کو گرہ میں باندھ لیجئے، بلکہ لوح دل پر لکھ لیجئے: دین، امانت اور حسن خاتمہ، ان میں خواتیم اعمال کی ذمہ داری آپ پر اس طرح کی نہیں ہے جس طرح کی دین و امانت کی ذمہ داری آپ پر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے کرنے کی چیز ہے، لیکن اس کے لئے بھی کچھ اسباب ہیں کچھ صفات وخصوصیات ہیں جن کا آپ کے اندر ہونا ضروری ہے، وہ ہے آپ کا طرز عمل، آپ کا عقیدہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اورآپ کا عمل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسن خاتمہ کا فیصلہ ہوگا وہی حسن خاتمہ نصیب کرے گا۔شرط یہ ہے کہ ان بنیادی صفات سے آپ متصف ہوں جن پر ہر مومن کے حسن خاتمہ کا انحصار ہے۔

عزیزو! میں صاف صاف کہتا ہوں، اوراس میں کسی اشارے کنایے سے کام نہیں لیتا، کہ آپ نماز پنجگانہ کی پابندی کریں، نوافل وتسبیحات کو بھی ترک نہ کریں۔ تا کہ معلوم ہو کہ آپ کسی دینی درسگاہ سے پڑھ کر آئے ہیں، مسجد کی طرف جانے میں، بلکہ تمام کاموں میں ثواب کی نیت کریں۔ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جو منزلیں اور جو امتحانات اور آزمائشیں آپ کو پیش آنے والی ہیں، اور یہ ملک بلکہ ملت اسلامیہ جس راستہ سے گزر رہی ہے، پھر معاشی ذمہ داریاں، خاندان کی پرورش کا مسئلہ ہے، پھر جو اخلاقی بیماریاں اورامراض ہیں، وہ سب نماز کی ادائیگی میں فرق پیدا کرسکتے ہیں، اوراس کی طرف سے توجہ ہٹا سکتے ہیں۔

مسلک ولی اللٰہی کو اپنا دستور العمل بنائیں

مگر اس نماز سے بھی پہلے بنیادی اہمیت عقیدہ توحید کی ہے کہ آپ کا عقیدہ خالص اور بے آمیز توحید کا عقیدہ ہو، اس سلسلہ میں مسلک ولی اللٰہی آپ کا معیار اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی کتاب تقویۃ الایمان آپ کا دستور العمل ہو، اسی عقیدہ پر ہماری جماعت کی بنیاد پڑی ہے، اس دور میں کم سے کم ہندوستان بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایشیا اور پورے مشرق میں جو فکر سب سے زیادہ عمیق، اور علمی بنیادوں پر استوار اوراسلام کی کلی تعبیر اور صحیح تعبیر کے لحاظ سے، نیز سب سے زیادہ مفید، قابل عمل اور وقت کے اعتبار سے زندہ اور طاقتور بھی ہے، وہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی فکر اور ان کا مسلک ہے، شاہ ولی اللہ کے مسلک سے بہتر کوئی مسلک نہیں۔

آپ حجۃ اللہ البالغہ کا مطالعہ بھی کریں جس میں نظام عبادات کی مربوط تشریح کی گئی ہے، ہماری کتاب ''تاریخ دعوت وعزیمت کا وہ حصہ خاص طور پر پڑھیں جو شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ سے متعلق ہے۔ اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ فکر ولی اللٰہی سے بڑھ کر ترقی یافتہ، عالمانہ، محققانہ، حقیقت پسندانہ کوئی اور مکتب تجدید واصلاح اور مکتب دعوت نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پورے عالم اسلام میں نہیں، پورے عالم اسلام میں اس کی نظیر نہیں، آپ اس مسلک کو اپنالیں اوراس کو دستور العمل بنائیں۔

زہد واستغناء

تیسری بات یہ ہے کہ آپ زہد واستغناء کی ایسی مثال قائم کریں کہ بڑی سے بڑی حکومت وسلطنت آپ کو نہ خرید سکے۔اس دین کے اب تک باقی رہنے کا ایک راز یہ بھی ہے کہ ربانی وحقانی علماء کو آج تک کوئی خرید نہیں سکا، شیخ سعید حلبی کا مشہور واقعہ ہے کہ وہ جامع اموی میں بیٹھے درس دے رہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے ان کے پاؤں میں تکلیف تھی جس کی بناء پر پاؤں پھیلائے تھے کہ اتنے میں شام کا گورنر آیا جو بڑا سفاک اور جبار قسم کا حکمران تھا اور معمولی بات پر گردن اڑادیا کرتا تھا، شیخ اسی حالت میں درس دے رہے تھے کہ گورنر اپنے لاؤلشکر کے ساتھ آیا، وہ کچھ دیر تک حلقۂ درس کے پاس کھڑا دیکھتا رہا، شیخ بے نیازی سے اپنے کام میں تھے یہ صورت حال دیکھ کر طلبہ نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے کہ کہیں اس مجلس میں ہمارے شیخ کی گردن نہ اڑادی جائے جس کے خون کے چھینٹے ہمارے کپڑوں پر پڑجائے، گورنر تھوڑی دیر کھڑا رہ کر واپس چلا گیا۔ اس نے وہاں سے اشرفیوں کا توڑا شیخ کو بھیجا کہ یہ قبول کرلیں، شیخ نے یہ توڑا یہ کہتے ہوئے واپس کردیا کہ اپنے آقا سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ ''جو پاؤں پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا'' سلم علی مولاك وقل له :من يمد رجله لا يمد يده

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا واقعہ

اسی طرح کا ایک قصہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ہے کہ ان کو سردیوں میں دھوپ لینے کی ضرورت تھی، سڑک کے کنارے کی طرف پاؤں پھیلائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ کی سواری گزرنے والی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! ابھی بادشاہ کی سواری گزرنے والی ہے، آپ پاؤں سمیٹ لیتے تو اچھا تھا۔ آپ نے یہ سن کر بڑا بلیغ جملہ کہا: ''جو ہاتھ سمیٹ لیتا ہے، اس کو پاؤں سمیٹنے کی ضرورت نہیں''، یعنی بادشاہ کی مدد سے جو ہاتھ سمیٹ لے، اس کی کوئی مدد قبول نہ کرے تو پھر اس کو پاؤں سمیٹنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

اپنے ضمیر کو آزاد رکھیں

آپ اپنے کو پوری طرح آزاد رکھئے، کسی حکومت کی سرپرستی اور کسی مالی سرچشمہ اور سرپرستی سے آزاد رہیے، اس وقت یہ عام ہوا چلی ہوئی ہے۔ عربی پڑھنے والے خلیجی ملکوں میں اور خاص طور پر سعودی عرب جاتے ہیں تاکہ بڑی نوکری تلاش کریں، میں بڑی صفائی سے کہتا ہوں کہ اس ملت کا سب سے بڑا فریضہ اور وقت کا جہاد یہ ہے۔ جس کی اللہ کی یہاں بڑی قدر وقیمت ہوگی۔ کہ آپ بلاد عربیہ دعوت دینے کیلئے جائیں، جہاں سے ہمیں ایمان کی دولت ملی، ان عربوں کو ان کا فریضہ یاد دلانے کیلئے جائیں، آپ کے عربی پڑھنے کی یاد دلانے کیلئے جائیں، آپ کے عربی پڑھنے کی یہی قیمت ہے۔ الحمد للہ یہاں ایسا لٹریچر تیار ہوگیا ہے جس نے وہاں تک ہماری آواز پہنچائی، عرب قوم پرستی کے خلاف سب سے زیادہ مؤثر اور طاقتور آواز ندوۃ العلماء سے بلند ہوئی۔

عزیزو! آپ اپنے ضمیر کو آزاد رکھیں، اور اپنے جسم کو بھی آزاد رکھیں، اس وقت بہت بڑا خطرہ پیدا ہوگیا ہے، وہ خطرہ یہ ہے کہ اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہوں کیلئے باقاعدہ تحریک چلائی جارہی ہے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انہیں حکومت کے خزانے سے تنخواہیں اورتمام سہولتیں دی جائیں ، اس کا مطلب یہی ہوگا کہ اماموں سے الیکشن کے موقع پر کام لیا جائے گا،مسلم پرسنل لابورڈ کے خلاف کام لیا جائے گا۔اس لئے کہ جب مساجد محکمہٗ اوقاف کے ماتحت ہوں گی، اوروہ سرکاری ملازم قرار پائیں گے، توایسے ائمہ مساجد کے ممبروں سے آزادی کیساتھ دین کی بات نہیں کہہ سکیں گے، اسلئے آپ اپنے دین کی حفاظت کیجئے ،عقائد کے لحاظ سے بھی اورفرائض کے اعتبار سے بھی ۔

اصلاح معاشرہ اورآپ کی خصوصی ذمہ داریاں

امانتك کا مطلب یہ ہے کہ ملت کی طرف سے اللہ اوراس کے رسولؐ کی طرف سے آپ پر کیا ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں ، ملت کن خطرات سے گزررہی ہے ، کس وادی پرخار سے وہ گزر رہی ہے ، آج مسلم پرسنل لابورڈ کومٹانے کی کیسی کیسی کوششیں کی جارہی ہیں ،مشرکانہ تعلیم کے ذریعہ جبری طور پر نئی نسل کوکس طرح نئے سانچے میں ڈھالنے کی سرتوڑ کوشش ہورہی ہے اور یہ منصوبہ ہر جگہ تیار ہے کہ مسلمان صرف نام کے باقی رہیں باقی ان تمام خصوصیتیں ختم ہوجائیں ، اس ملک کواسپین بنانے کی زبردست سازش کی جارہی ہے ۔

آپ کو اصلاح معاشرہ کا کام بھی کرنا ہے کہ یہ بھی (دینکم) میں شامل ہے ، اس وقت جاہلی رسوم ورواج وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہیں ۔ دولت پرستی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ معمولی چیز کی خاطر جانیں لی جارہی ہے، آپ کواس کے خلاف بھی مہم چلانی ہے، بلکہ اس مہم کی پوری ذمہ داری آپ کوقبول کرنی ہے پھرثقافتی اورفکری لحاظ سے ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی آپ کوحفاظت کرنی ہے، رسم الخط اور کلچر کے لحاظ سے بھی اورزبان کے اعتبار سے بھی ، اگر آپ قربانیاں دیں گے، زہدواستغناء سے کام لیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا، یہ ملت اپنے تشخصات کے ساتھ باقی رہے گی۔

حفاظت دین کا وعدہ

اور یہ دین باقی رہنے ہی کے لئے آیا ہے، اس وقت یہودیت ، عیسائیت ، ہندوازم ، بودھ ازم ، تمام ادیان ومذاہب نہ صرف بدل گئے ، بلکہ ان کی اصل شکل ایسی بگڑ گئی کہ ان کو پہچاننا ناممکن ہوگیا ہے ، پھران مذاہب وادیان میں طویل عرصہ سے اصلاح وتجدید کی کوئی تحریک نہیں اٹھی ، اسی وجہ سے یہ سب مٹ گئے ،صرف اسلام اپنی اصل شکل میں روح کے ساتھ باقی ہے،عقائد سے لے کر فرائض تک ،سنن سے لے کر مستحبات تک ، اخلاق سے لیکر معاملات اورتہذیب تک سب باقی ہے۔قرآن باقی ہے اوراس کی زبان باقی ہے اس کا ایک ایک حرف بلکہ حرکات وسکنات تک باقی ہے ۔اس کی بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بقاء کی ذمہ داری لی ہے اورفرمایا کہ اسلام ایک مکمل اور پسندیدہ دین ہے : ”ان الدین عنداللہ الاسلام :“آل عمران ۱۹” (دین توخدا کے نزدیک اسلام ہے) اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَ رَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ [المائدة3:5] آج ہم نے تمہارے دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں۔)

دوسری وجہ یہ ہے کہ مجددین اور مصلحین کا تسلسل ہے جو اس امت کی تاریخ میں کبھی ٹوٹے نہیں پایا، یہ واحد دین ہے جس میں کوئی صدی اور کوئی ملک خالی نہیں رہا۔ اگر چہ اس کا پورا استیعاب سے کام لیا گیا ہے، ہماری کتاب ''تاریخ دعوت وعزیمت'' میں دوسرے ملکوں کے مجددین کا بھی ذکر ہے۔

علمی سفر کبھی ختم نہیں ہوتا

آخر میں آپ سے کہوں گا کہ اپنے ادارے سے تعلق رکھیے، بہت سے لوگ ہیں جو فارغ ہونے کے بعد یہاں آئے بھی نہیں، اس کا منہ نہیں دیکھا، اور نہ معلوم کیا کہ اس پر کیا گزری اور گزر رہی ہے۔

اسی کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ اپنا مطالعہ جاری رکھئے کہ علمی سفر کبھی ختم نہیں ہوتا، علم برابر تازہ ہوتا رہتا ہے، اس میں ترقی بھی ہے، تغیر بھی ہے، پھیلاؤ بھی ہے، یہاں کے ترجمان ''البعث الاسلامی "الرائد"'' اور تعمیر حیات کا مطالعہ کیجئے۔ دار المصنفین اور مجلس تحقیقات ونشریات اسلام نے ماشاء اللہ اچھا خاصا لٹریچر تیار کر دیا ہے، اپ ان کو پڑھیں اور فائدہ اٹھائیں۔

ندوۃ العلماء کے قیام میں وقت اور نبض شناسی اور ملت کی حاجت جیسے محرکات شامل ہیں، یہی محرکات تھے جنہوں نے عالم ربانی مولانا محمد علی مونگیری رحمہ اللہ کے دل میں تحریک پیدا کی، چونکہ وہ عیسائیت کے رد میں مناظرے بھی کرتے تھے، اس سے ان کو اندازہ ہوا کہ انگریزی زبان سے اور انگریزی مصنفین کے اسالیب سے واقفیت ضروری ہے، چونکہ مستشرقین ایک خاص مقصد کیلئے کام کر رہے تھے، اور بڑی ذہانت اور ہوشیاری سے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ کو متاثر کر رہے تھے۔ اس لئے کہ وہی طبقہ اقتدار میں آتا ہے، بلاد عربیہ میں اس وقت وہی طبقہ برسر اقتدار ہے، جو یورپ وامریکہ کا تعلیم یافتہ ہے، اس لئے ایسی صورت میں ہمیں اس کی خاص طور سے تیاری کرنی ہوگی کہ ایسا لٹریچر تیار کریں جو تعلیم یافتہ ذہنوں کو متاثر کرے، اور اسلام کی ہر دور میں انسانی قیادت کی صلاحیت پر ایمان ان کے ودماغ میں راسخ کرے، اس طبقہ کو مطمئن کرنے کی تیاری بھی آپ کے ذمہ ہے، حالات اور رجحانات کا برابر محاسبہ کرتے رہنا بھی ندوی فضلاء کی ذمہ داری ہے، آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ طبقہ کون سی زبان سمجھتا ہے، کون سے دلائل اس کے سامنے پیش کرنے چاہئیں، کس اسلوب میں اس سے گفتگو کرنی چاہیئے۔

اس مجلس میں جن عزیزوں نے اپنے تأثراتی مقالے عربی اور اردو میں پیش کیے اور تقریریں کی گئیں، وہ ہمارے توقع سے بڑھ کر تھیں، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ استعداد نہ صرف قائم رہے گی، بلکہ مزید ترقی کرے گی اور ثمر آور ہوگی۔ (بشکریہ تعمیر حیات لکھنؤ)

© rasailojaraid.com